دنیائے عرب کے نامور محدث، مفسر اور محقق

علامۃ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تقریر

اسلامی عقیدہ

جس میں اسلام کے عقیدہ توحید کی حقیقت واہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان مشرکانہ عقائد
ونظریات کی وضاحت کی گئی ہے جو غیر اسلامی تہذیبوں کے اثرات کی وجہ سے
مسلمانوں کی زندگیوں میں داخل ہو گئے ہیں

انتباہ

© حقوق محفوظ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام ۲۰۰۹

www.AsliAhleSunnet.com

اہم نوٹ

کتاب ھذا ایک آن لائن کتاب ہے جو ویب سائٹ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام کے لئے شائع کی گئی ہے۔اس کتاب کو خصوصی طور پر انٹرنیٹ پر رکھنے کے لئے مرتب کیا گیا تا کہ اس کی باآسانی نشرواشاعت ہو سکے۔فی الوقت ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے یہ ترجمہ و ترتیب اس کی اصل عربی/انگریزی سے کہیں اور موجود نہیں۔چونکہ اس کتاب کو مفت آن لائن تقسیم کے لئے جاری کیا جارہا ہے لہذا اس کی ذاتی یا تبلیغی مقاصد کے لئے پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذریعہ سے محض اس کے مندرجات نشر کرنے کی اجازت مرحمت کی جاتی ہے لیکن اسے منافع کمانے کے لئے چھاپنے (پبلش) کرنے کی اجازت نہیں الا یہ کہ اصل پبلیشرز سے پیشگی اجازت طلب کی جائے اور اس کی اجازت دے دی جائے۔

نام کتاب : اسلامی عقیدہ

مؤلف : علامہ محدث محمد ناصر الدین البانی (رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ : عبدالرحمن حامد

صفحات : ۱۵

ناشر : اصلی اہل سنت ڈاٹ کام

ASLI·AHLE·SUNNET

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين ،افضل الصلاة واتم التسليم على رسول الله، صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين، امابعد؛

برادران گرامی: ہم اپنے شیخ نامور عالم دین اور عظیم محدث اور مفسر علامۃ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ تعالی اور ان کی معیت میں تشریف لانے والے تمام احباب اور رفقاء کو تہہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی انھیں جزاء خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے محض اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی کے لیے اس قدر مشقت برداشت کی اور سفر کی صعوبتیں گوارا کر کے یہاں تشریف لائے۔

برادران گرامی: ہم نے آج کی گفتگو کے لیے جو موضوع چنا ہے وہ ہے ''**اسلامی عقیدہ**'' جو کہ ایک ایسا بنیادی اور اساسی موضوع ہے کہ اگر یہ عقیدہ انسان کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائے تو اسکی زندگی کے تمام معاملات میں درستگی اور پاکیزگی آجاتی ہے اور اسکی زندگی کا سارا سفر اللہ تعالی کی حفاظت اور نگرانی کی بدولت بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالی کے تمام انبیاء کرام جو مختلف قوموں اور امتوں کی طرف مبعوث کیے گئے ان تمام انبیاء کرام کو جس بنیادی مسئلے کا سامنا کرنا پڑا وہ تھا شرک (یعنی اللہ تعالی کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا) اور اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے انبیاء کرام کے پاس جو ہتھیار تھا وہ تھا (عقیدہ توحید)۔

شرک ایک مرض ہے،ایک روحانی بیماری ہے اور اللہ تعالی کی توحید کا صاف ستھرا اور شفاف عقیدہ اس مرض کہن کا علاج ہے۔اور علماء کرام کو یہ مشن انبیاء کرام سے ورثے میں ملا ہے تاکہ جس شخص کو بھی یہ مرض لاحق ہو اسکی خدمت میں یہ علاج پیش کریں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک انسان اپنی زندگی میں توحید کا عقیدہ شامل نہ کرے وہ روحانی اور دینی اعتبار سے کبھی بھی تندرست اور صحتمند نہیں ہوسکتا۔اس لیے میرے محترم بھائیو: اسی وجہ سے علماء امت نے یہ امانت اور یہ ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھا رکھی ہے اور وہ اس عظیم مشن کو سرانجام دے رہے ہیں۔اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دین کا علم حقیقی اہل علم سے حاصل کریں۔ کیونکہ اسلام کا صاف شفاف اور صحیح عقیدہ توحید سمجھنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ ہم یہ عقیدہ ان لوگوں سے سیکھیں اور حاصل کریں جنھوں نے اسے قرآن وسنت سے براہ راست اخذ

کیا ہے۔ میری مراد قرآن وسنت کے جید علماء کرام سے ہے۔
میری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس معاملے میں ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں علم عطا فرمائے اور ہم پر بھی اس علم کا فیض عام فرمائے جو علم اللہ تعالی نے اس امت کے جلیل القدر علماء کو عنایت فرمایا جن میں شیخ علامہ ناصر الدین البانی کی ذات گرامی بھی ہے۔ اللہ کریم ہم سب کی طرف سے انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔
﴿آمین ثم آمین﴾

علامہ ناصر الدین البانی
رحمہ اللہ کی تقریر کا متن
ابتدائی خطبہ

(تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد اور گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، اور ہم پناہ چاہتے ہیں اللہ کی، اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے برے اعمال کے شر سے، جسے اللہ ہدایت دیدے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔
(اے ایمان والو: اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو) (اے لوگو: اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اسکا جوڑا پیدا کیا اور پھر اس جوڑے سے بے شمار مرد اور عورتیں پیدا کر کے پھیلا دیں، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، بے شک اللہ تم سب پر نگہبان ہے۔ (اے ایمان والو: اللہ سے ڈرو اور سیدھی اور سچی بات کہو اللہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخشش دے گا، اور جس نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کرلی)۔
امابعد: بے شک سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہتر رہنمائی محمد رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی ہے اور سب سے برا کام دین کے اندر نئی باتیں پیدا کرنا ہے، ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر

گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔)

محترم ابراہیم بھائی کا میرے بارے میں جو حسن ظن ہے اس پر میں ان کا بے حد شکر گذار رہوں، دراصل آپ کا یہ بھائی (علامۃ ناصرالدین البانی) آپ کی خدمت میں صرف اللہ کا دین سیکھنے اور سکھانے کے لیے حاضر ہوا ہے۔

اور دوسری اہم بات جس کی طرف ابراہیم بھائی نے بھی اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کی دعوت کی بنیاد اللہ تعالی وحدہ لاشریک کی خالص عبادت ہے۔ اللہ تعالی نے جو نبی اور جو رسول بھی کسی قوم کی طرف بھیجا اس نے سب سے پہلے ان لوگوں کو جس چیز کی طرف دعوت دی وہ یہی تھی کہ (**اعبدو اللــــه واجتنبوا الطاغوت**) ایک اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ رسول اللہ ﷺ بھی یہی دعوت لے کر دنیا میں تشریف لائے اور اسی بات پر انکا اپنی قوم سے اختلاف اور نزاع بھی رہا۔ آپ سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ مشرکین مکہ اللہ تعالی کے ساتھ اور بھی کئی خداؤں کی عبادت کرتے تھے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اس بات کی دعوت دی کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جسکا کوئی شریک نہیں، اور میرے ہم آواز ہو کر یہ اعلان کرو کہ (**لا الـه الا الـلـه**) اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے،

(اجعل الآلهة الها واحدا ان هذا لشئ عجاب)

(کیا اس نے تمام معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا ڈالا، یہ تو بڑی انوکھی بات ہوئی)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی جس نقطے سے اپنی دعوت کا آغاز کیا وہ یہی نقطہ توحید تھا۔ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی عرب کے کسی قبیلے کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے اپنا کوئی قاصد یا نمائندہ بھیجتے تو وہ قاصد بھی لوگوں کو کسی ایسے اسلام کی طرف دعوت نہیں دیتے تھے جو غیر واضح اور مبہم ہو، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد اور داعی لوگوں کو وہی دعوت دیتے تھے جو خود اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت ہوتی تھی کہ، **ایک اللــــه کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں** ، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو دعوت دین کا جو طریقہ سکھلایا وہ یہی تھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت آئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام کی غرض سے یمن کی طرف روانہ کیا، اور یہ آپ کے علم میں ہوگا کہ اس زمانے میں یمن میں مشرکین کے علاوہ اہل کتاب عیسائی بھی آباد تھے جو اللہ کے ساتھ سیدنا عیسی ابن مریم علیہ السلام کو بھی پکارتے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمایا، (یہ ایک زبردست دلیل ہے جسے ذہن میں رکھنا چاہیے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس امر کی

گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، پس اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر انہیں نماز کا حکم دینا۔

اس حدیث سے اور گذشتہ آیت قرآنی سے اور اس قسم کی دیگر آیات سے یہ بات پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ تمام انبیاء کرام اور انکے پیروکاروں نے ہمیشہ لوگوں کو اسی کلمہ توحید **لا الہ الا اللہ** کی طرف دعوت دی ہے اور انکی دعوت میں سب سے زیادہ زور اسی نقطہ توحید پر ہوتا تھا۔

لیکن آج مسلمان اس حقیقی دین اسلام سے بہت دور ہو چکے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ لیکر آئے ، وہ ایک صاف ستھرا اور شفاف دین تھا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ (**لیلھا کنھارھا**) یعنی اس کی رات بھی دن کی طرح روشن اور منور ہے، اور اس وسیع دوری کا سبب آج کے مسلمانوں کی اپنے دین سے دوری ہے۔

آج اسلام کے فروعی مسائل تو کجا اس کے اصولی نظریات اور بنیادی عقائد میں بھی ایسی نئی چیزیں داخل ہو چکی ہیں جن کا قرون اولی کے مسلمانوں کے ہاں کوئی تصور ہی نہیں تھا۔

آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا اور جو لوگ اسکے اولین مخاطب تھے وہ خالص عرب تھے اور وہ قرآن کریم کی اکثر آیات و بیانات کو کسی تشریح کے بغیر سمجھ سکتے تھے ہاں جن آیات کا کسی خاص شرعی مسئلے سے کوئی تعلق ہوتا تو اس کی وضاحت کے لیے اللہ کے رسول ﷺ سے اسکی تشریح فرما دیتے تھے۔

لیکن آج چونکہ ہم عربوں کی زبان میں مختلف سائنسی علوم وفنون داخل ہو چکے ہیں اس لیے ہم آج عربی زبان کے اعتبار سے قرآن کریم کی عبارت کو براہ راست اس انداز میں نہیں سمجھ سکتے جس طرح کہ قرون اولی کے عرب سمجھ سکتے تھے۔ یہی حال عرب کے ان مشرکین کا تھا جنہوں نے دعوت توحید کی مخالفت کی جیسے ابو جہل، ابولھب، عتبہ، شیبہ وغیرہ۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا کہ؛

(امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ)

(مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیدیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)

وہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس گواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت (یعنی عہد نبوت میں) روئے زمین پر اللہ کے سوا جتنے بھی معبودوں کی پرستش ہو رہی ہے ان سب کی معبودیت کا انکار کر دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی

معبود برحق نہیں۔ کیونکہ یہ تمام مشرکین اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی عبادت بھی کرتے تھے۔

وہ عربی زبان جس میں قرآن کریم نازل ہوا اس میں لفظ (الہ) کا جو حقیقی مفہوم ہے اور جو مفہوم اسکا ان عربوں نے سمجھا جن کی طرف اللہ کے رسول ﷺ مبعوث کیے گئے تھے، اس مفھوم کو آج اکثر مسلمان پوری طرح نہیں سمجھتے بلکہ وہ اس لفظ سے ایک ایسا معنی مراد لیتے ہیں جو کہ لفظ (الہ) کا مترادف نہیں بلکہ وہ مفہوم اس معنی کا جزء ہے جو معنی لفظ الہ ادا کررہا ہے۔

آج اکثر مسلمان جن میں بعض ایسے مسلمان بھی ہیں جو خود کو دین کا داعی اور مبلغ سمجھتے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ الہ کا معنی ہے رب (یعنی پالنے والا) اور وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ، جو کہ پورے دین اسلام کی بنیاد ہے، کی تشریح بھی اسی انداز میں کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک لا الہ الا اللہ کا معنی ہے **لا رب الا اللہ** (یعنی اللہ کے سوا کوئی رب نہیں) اور یہ اس کلمہ طیبہ کا بالکل ناقص اور نامکمل ایک جزوی مفہوم ہے۔

حدیث میں آتا ہے من شھد ان لا الہ الا اللہ (کہ جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) مذکورہ تشریح کے مطابق اس کے معنی یہ ہونگے کہ من شھد ان لا رب الا الله (کہ جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں) یعنی صرف اللہ کے سوا کوئی رب نہیں، اس لفظ صرف کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے، دراصل میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لا الہ کا صرف یہ مطلب لینا کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں، اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، یہ عربی لغت کے اعتبار سے درست نہیں۔

ہر مسلمان کے لیے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ضروری ہے، اس لیے ہر مسلمان کے لیے یہ بات اشد ضروری ہے کہ وہ اس کلمہ حق کی شھادت دینے سے پہلے اور اس کلمہ طیبہ کو اپنا عقیدہ اور ایمان کی بنیاد بنانے سے پہلے یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ اس کلمہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس جب اس نے یہ صحیح فہم حاصل کرلیا اور اس کلمے کے معنی اچھی طرح سمجھ لیے تو وہ جادہ حق پر گامزن ہوگیا اور کامیابی کی ڈور کا پہلا سرا اس کے ہاتھ آ گیا۔ اب اسے چاہیے کہ اس نے اس کلمہ طیبہ سے جو مفہوم سمجھا ہے اور جس چیز پر وہ ایمان لایا ہے اور جس حقیقت کی اس نے تصدیق کی ہے اسے اپنی عملی زندگی میں لاگو کرے اور اپنے عمل سے اس حقیقت کو ثابت کرے کہ وہ ایک اللہ کا عبادت گزار ہے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔

بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عبادت صرف اللہ کے لیے نماز پڑھنے کا نام ہے۔ باقی اگر آپ کبھی کسی غیر اللہ کے سامنے رکوع یا سجدہ کریں یا مصیبت کے وقت اگر کبھی کسی غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارلیں تو اس سے شھادت توحید

میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور آپ اسی طرح مومن اور موحد ہی رہتے ہیں۔اسی طرح بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مصائب اور پریشانیوں میں غیر اللہ سے مدد مانگنا شہادت توحید کے منافی نہیں، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔کیونکہ اس شہادت کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایک اللہ عزوجل کے سوا اس پوری کائنات میں کوئی دوسرا معبود برحق نہیں،لیکن جب آپ نے مصیبت کے وقت کسی غیر اللہ سے فریاد کی یا مدد مانگی، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ مصیبت میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا،تو آپ نے اس غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنا دیا،اس طرح آپ نے اس شہادت کو مجروح کردیا اور جس طرح اس شہادت پر ایمان لانے کا حق تھا اس طرح آپ اس پر ایمان نہیں لائے۔

آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج جتنے بھی مسلمان نماز پڑھتے ہیں ان میں سے کسی کی نماز بھی اس وقت تک درست نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے،اور اس سورہ فاتحہ کے شروع میں ہر مسلمان اپنے رب سے مخاطب ہوکر یہ اعلان کرتا ہے کہ

(ایاک نعبد وایاک نستعین)

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

اکثر لوگ اتنی بات سمجھتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت جائز نہیں،اور یہی اس کلمہ طیبہ کی بنیاد اور اساس ہے جسے سمجھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔لیکن وہ یہ بات نہیں سمجھتے کہ اسی آیت میں یہ بھی ہے (**وایاک نستعین**) جسکا مطلب یہ ہے اللہ عزوجل کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا ایک اللہ کی عبادت کے منافی ہے۔چنانچہ جب ہم بعض لوگوں کو سنتے یا دیکھتے ہیں کہ وہ مصیبت میں انبیاء اولیاء اور بزرگوں سے مدد مانگ رہے ہیں، حالانکہ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے نیک بندے خود اپنے آپ کو بھی کسی قسم کا کوئی نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکے۔لیکن دور نبوت کے مشرکین اس کلمے کی معنوی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ نہ تو اس کلمے کے سامنے جھکے اور نہ اس پر ایمان لائے، بلکہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تعجب کا اظہار کیا اور کہنے لگے (کیا اس شخص نے تمام معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا ڈالا، یہ تو بڑی انوکھی بات ہے)۔آج کے مسلمانوں اور قدیم زمانے کے مشرکین میں یہ فرق ہے کہ عرب کے مشرکین اس شہادت حق کا معنی و مطلب اچھی طرح سمجھتے اور جانتے تھے لیکن اس پر ایمان نہیں رکھتے تھے، جب کہ آج کے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس کلمہ حق پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن اس کا صحیح مفہوم نہیں جانتے،مسلمانوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اس کلمہ طیبہ اور اس شہادت حق کو صحیح معنوں میں سمجھتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں ورنہ اکثریت کا حال یہ ہے کہ محض زبان

سے اس شہادت کو ادا کر رہے ہیں لیکن دل اس شہادت کی حقیقت سے خالی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے عرب کے بدوؤں کے متعلق فرمایا ہے کہ:

(قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم)

(عرب کے بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، اے نبی! آپ ان سے کہیں کہ ابھی تم نے ایمان قبول نہیں کیا بلکہ تم کہو کہ ہم اسلام میں داخل ہوئے ہیں ابھی حقیقی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا)

اور ایمان دو چیزوں سے دل میں اترتا ہے (۱) صحیح فہم (۲) صحیح ایمان

اسی لیے اللہ تبارک وتعالی نے ایسے لوگوں کی سرزنش کی ہے جو قرآن کریم پڑھتے ہیں لیکن اسے سمجھتے نہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے **(افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا)**

(کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں)۔

چنانچہ اسلام کے بنیادی مسائل میں سے ایک قرآن کریم کا صحیح فہم حاصل کرنا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے **(فاعلم انہ لا الہ الا اللہ)** (پس جان لو کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔ لہذا آج کے مسلمان بلاشبہ مسلمان تو ہیں کیونکہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں، اس حیثیت سے وہ ان مشرکین سے جدا ہیں جنہوں نے اس کلمہ حق کی شہادت نہیں دی، لیکن وہ مشرکین بھی یہ بات جانتے تھے کہ اگر انہوں نے اس شہادت کو اپنی زبان سے ادا کر دیا تو پھر اسکے تقاضوں کو پورا کرنا ان پر لازم ہو جائیگا۔ اور اس بات کا اولین تقاضا یہ ہے کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے، اور اسی وجہ سے وہ اس شہادت کو زبان سے ادا کرنے سے صریح انکار کرتے تھے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے **(والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی)** (اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو اپنا اولیاء (مددگار) بنایا ہوا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں) چنانچہ انہوں نے واضح طور پر تسلیم کیا کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ اور معبودوں کی پرستش بھی کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی عبادت کیا تھی؟ کیا وہ ان معبودوں یا ان بتوں کے لیے جن کی وہ عبادت کرتے تھے نماز پڑھتے تھے جب کہ یہ واضح ہے کہ ان کے ہاں نماز کا کوئی تصور نہیں تھا، ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔

لیکن سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ پھر آخر وہ کونسی عبادت تھی جس کے متعلق قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ ان

کا اعتراف نقل کیا ہے کہ وہ ان معبودوں کی عبادت کرتے تھے۔ یہ عرب کے مشرکین بتوں کی کسی خصوصیت کی وجہ سے انکی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ انہیں اللہ تعالی کے قریب کر دیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دور جاہلیت کے یہ مشرک ان معبودان باطلہ کے ساتھ ایسا کونسا سلوک کرتے تھے کہ جسے قرآن کریم نے عبادت قرار دیا اور اس پر اعتراض کیا۔

اس سوال کا جواب ہمیں قرآن کریم سے یہ ملتا ہے کہ وہ لوگ بتوں کے لیے جانور ذبح کرتے، انکے لیے نذر ونیاز دیتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے، مصائب اور مشکلات میں ان سے مدد مانگتے تھے۔ لیکن جب کوئی ایسی مصیبت آتی جس کے بارے میں انہیں علم ہوتا کہ اللہ کے سوا انہیں اس سے کوئی بچانے والا نہیں تو پھر سارے معبودان باطلہ کو بھلا کر ایک اللہ کو پکارتے اور اسی سے پناہ طلب کرتے، ان کا یہ طرز عمل متعدد آیات میں مذکور ہے۔

لہذا ایک مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ ان باتوں کا علم حاصل کرے جو توحید کے منافی ہیں تا کہ کہیں وہ غیر شعوری طور پر اس گمراہی میں نہ گر پڑے۔ چنانچہ بعض احادیث میں وارد ہے کہ

(من قال لا الہ الا اللہ وکفر بما سوی اللہ دخل الجنۃ)

(جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور غیر اللہ کا انکار کر دیا وہ جنت میں داخل ہوگا)

لہذا جنت میں داخلے کے لیے اللہ تعالی کی عبادت کا اقرار اور غیر اللہ کی عبادت کی نفی دونوں ہی ضروری ہیں۔

عبادات کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اسکی بہت سی اقسام ہیں۔ مختصر یہ کہ عبادت کے نام پر ہم اللہ تعالی کے لیے جو بھی عمل کرتے ہیں خواہ وہ فرائض ہوں، واجبات ہوں، مستحبات ہوں، نوافل ہوں یہ سب عبادت ہی کی شکلیں ہیں اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس طرح کا کوئی بھی عمل کسی غیر اللہ کے لیے انجام دے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

(قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی
للہ رب العالمین لا شریک لہ)

(اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا سب کچھ
اس اللہ رب العالمین لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں)

تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ جس نے غیر اللہ کے لیے قربانی کی یا جانور ذبح کیا تو گویا اس نے غیر اللہ کی عبادت کی، دیکھیں عبادت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ غیر اللہ کے لیے نماز بھی پڑھی جائے، بلکہ شرک کے لیے اتنا ہی کافی ہے

کہ کوئی غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرے یا اس کے نام کی نذر و نیاز دے یا اس کے نام کی قسم کھائے۔ یہ تمام باتیں حرام اور ناجائز بلکہ شرک ہیں اور ایسی متعدد صحیح احادیث موجود ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(من ذبح لغير الله فهو ملعون، من ذبح لغير الله فهو ملعون، من ذبح لغير الله فهو ملعون)

(جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے، جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے، جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے)

اللہ کی رحمت سے دور ہے، آخر کیوں؟ کیونکہ اس نے ایک ایسے عمل کے ذریعے غیر اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جو صرف اللہ تعالی کے لیے مخصوص ہے۔اس لیے میرے بھائیو، اللہ تعالی آپ کو برکت دے، یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ آپ صرف زبان سے کلمہ توحید ادا کریں، صبح وشام نمازیں پڑھیں، اللہ کی تسبیح وتہلیل کریں اسکی حمد وثناء کریں اور صرف زبان سے کلمہ توحید پڑھتے رہیں لیکن اسکے معنی کو نہ سمجھیں، اور نہ یہ مناسب ہے کہ ایک طرف تو کلمہ توحید کا ورد آپ کی زبان پر ہو اور دوسری طرف آپ ایسے کام کرتے رہیں جو کہ توحید کے منافی ہیں۔

آج اکثر مسلمانوں کا جو حال ہے اسکی بعض مثالیں میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ یہ مثالیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں یہ محض خیالی یا فرضی باتیں نہیں بلکہ حقیقت ہیں اور انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج اکثر مسلمانوں کے اندر یہ سارے امراض نظر آ رہے ہیں۔اور نہ صرف عام لوگوں میں بلکہ خاص لوگوں میں بھی یہ چیزیں موجود ہیں جو اگر خود نہیں بھی کرتے تو کم از کم ان جہالتوں کی تائید ضرور کرتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دو انہیں کچھ نہ کہو، ان کی نیت اچھی ہے، یہ نری گمراہی ہے۔ یہ لوگ دراصل اس شرک کی تائید کر رہے ہیں جس میں بعض جاہل مسلمان اپنی جہالت اور ناسمجھی کی وجہ سے مبتلا ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ لوگ انہیں سمجھاتے اور انہیں ان گمراہیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتے، لیکن اسکے بجائے انہوں نے یہ طرز عمل اپنایا کہ انہیں انکے حال پہ چھوڑ دینا مناسب سمجھا۔

ہاں اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ لوگ ان کو پیار سے، محبت سے، خیر خواہی اور ہمدردی سے سمجھائیں اور بتائیں کہ میرے بھائی تم فلاں بزرگ کی نذر و نیاز کیوں دیتے ہو اور اسکی قبر پہ چڑھاوے کیوں چڑھاتے ہو؟ کیا تم اس طرح اس خدا کے نیک اور صالح بندے کی عزت وتوقیر کرنا چاہتے ہو؟ اگر یہ بات ہے تو یہ اسکا مناسب طریقہ نہیں، کیونکہ یہ

کیسے ممکن ہے کہ ہم اللہ تعالی کے اولیاء اور نیک بندوں کے نظریات وعقائد کو جھٹلا کر اور انکے خیالات کی نفی کر کے اور انکے طرز عمل کے خلاف عمل کر کے یہ سمجھیں کہ ہم ان کی عزت افزائی کر رہے ہیں، انکا احترام وتکریم کر رہے ہیں اور انکی عظمت لوگوں کے دلوں میں اجاگر کر رہے ہیں۔ میرے محترم بھائی اس طرح اولیاء اللہ کی قطعاً کوئی تعظیم نہیں ہوتی یہ تو فی الحقیقت انکی سراسر توہین ہے۔

اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، نہ وہ اللہ کے سوا کسی کے لیے جانور ذبح کرتے یا قربانی کرتے ہیں، نہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور نہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام کی قسم کھاتے ہیں، یہ ہے اللہ والوں کا کردار، اس لیے میرے مسلمان بھائی آپ نہ کسی قبر والے کے لیے جانور ذبح کریں اور نہ ہی کسی ولی کے لیے ذبح کریں، اگر آپ نے جانور ذبح کرنا ہے تو صرف اللہ تعالی کے نام پر ذبح کریں اور اپنے قلب وزبان سے یہ گواہی دیں کہ میری نماز میری قربانی میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ دیکھیے اللہ تعالی نے نماز کے ساتھ قربانی کو کس طرح ملایا ہے (میری نماز میری قربانی میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے) لہذا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسلمان نماز اور قربانی میں فرق کرے اور یہ کہے کہ میں تو اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہوں (اور دوسری طرف غیر اللہ کے لیے قربانیاں کرتا رہے) بلکہ مناسب یہ ہے کہ جو بات وہ زبان سے کہتا ہے اسے اپنے عمل سے بھی ثابت کرے اور نماز کی طرح قربانی بھی اللہ ہی کے لیے مخصوص کرے اور اللہ کے سوا کسی اور کے لیے قربانی نہ کرے۔ کیونکہ صحیح مسلم کی ایک صحیح حدیث میں جس کی صحت میں کوئی شک نہیں، اس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

(جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے)(جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے، جس نے زمین کے ملکیتی نشانات کو تبدیل کیا وہ ملعون ہے)

اس حدیث میں کچھ تفصیل بھی ہے لیکن ہمارے لیے اتنی دلیل کافی ہے کہ

(جس نے غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے)(اپنے آباء کے نام کی قسمیں مت کھایا کرو، جس نے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے یا خاموش رہے)(جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا)۔

لیکن آج عرب معاشرے میں غیر اللہ کی قسمیں کھانے کا عام رواج ہے، یہ انتہائی عجیب بات ہے کہ یہ رواج بعض عجمی ممالک سے بھی زیادہ ہے، حالانکہ یہ عرب ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے اس دعوت توحید کو قبول کیا، اس کی حفاظت کی اور یہی انہیں کرنا بھی چاہیے۔ اور موجودہ دور میں بھی سب سے پہلے یہ ذمہ داری انہیں پر عائد ہوتی ہے

، کیونکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے پیغام کو صحیح طور پر براہ راست وہی سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ دلیل بھی یاد رکھیں کہ یہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ جس کی برکت سے مسلمان دنیا میں اس بات سے محفوظ ہو جاتا ہے کہ اس سے جنگ کی جائے یا اس پر جزیہ فرض کیا جائے اور وہ ذلیل ہو کر یہ جزیہ ادا کرتا رہے، اور قیامت میں دائمی عذاب جھنم سے نجات پاتا ہے۔ یہ کلمہ طیبہ انسان کو اس وقت فائدہ دیتا ہے جب وہ اس کو صحیح طور پر سمجھے اور پھر اس صحیح فہم پر خلوص دل سے ایمان لائے اور پھر اس کلمے کو اپنی پوری زندگی اور اپنے پورے وجود پر نافذ کرے۔ اس لیے اس تقریر کے آخر میں سیدنا حذیفہ بن الیمانؓ کی یہ بات پلے باندھ لیجیے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر اور بھلائی کی باتیں پوچھا کرتے تھے جبکہ میں آپ ﷺ سے ہمیشہ شر اور فتنے کے متعلق دریافت کیا کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں میں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اس لیے آپ کو بھی چاہیے کہ آپ ان شرکیہ باتوں کے متعلق دریافت کیا کریں جو عقیدہ توحید کے منافی ہیں تاکہ یہ عقیدہ توحید آپ کے دل و دماغ میں اچھی طرح بیٹھ جائے اور راسخ ہو جائے اور آپ کی پوری زندگی اس صحیح عقیدے اور صحیح ایمان پر قائم ہو جائے۔

چنانچہ دونوں باتیں بہت ضروری ہیں، ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت پر ایمان بھی ضروری ہے اور ان شرکیہ عقائد و اعمال کا جاننا بھی ضروری ہے کہ جو عقیدہ توحید کے منافی ہیں۔

اب میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج عام مسلمان اور خاص طور پر داعی حضرات لوگوں کو یہ بات سمجھانے کی بالکل کوشش نہیں کرتے کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت کیا ہے اور اس کے کیا تقاضے ہیں اور کون کون سی باتیں اس کے منافی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں الحمد للہ سب مسلمان مومن موحد ہیں، وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جب عربی زبان میں عجمی اثرات داخل ہو گئے اور عرب کے لوگوں میں مشرکانہ رسوم و روایات اور عقائد و نظریات پھیلنا شروع ہوئے اور ایسی ایسی مشرکانہ باتیں اسلام میں داخل ہو گئیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا اور قرون اولی کے مسلمانوں نے جن کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا تو قرآن وسنت کے ماہر محقق علماء کرام نے عقیدہ توحید کا گہرائی سے جائزہ لیا اور توحید کی تین قسمیں بیان کیں۔

(۱) توحید ربوبیت

اور میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ توحید ربوبیت توحید کی پہلی قسم ہے اور یہ توحید کی دوسری اور تیسری قسم کی بنیاد ہے۔ اس توحید پر قدیم زمانے کے مشرکین بھی ایمان رکھتے تھے لیکن کیا ان کو اس سے کچھ فائدہ ہوا؟ نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ وہ توحید کی دوسری قسم توحید عبادت کا انکار کرتے تھے، اور ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ وہ کہتے تھے (ہم تو ان بتوں کی

عبادت اس لیے کرتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں) اور یہ بات قرآن وسنت کی بہت سی نصوص میں وارد ہے کہ وہ توحید ربوبیت پر ایمان رکھتے تھے۔مثلاً قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالی کا فرمان ہے

﴿ولئن سالتھم من خلق السماوات والارض لیقولن اللہ﴾

(اے نبی! اگر آپ ان سے یہ پوچھیں کہ زمین وآسمان کو کس نے پیدا کیا ہے تو فوراً کہیں گے کہ اللہ نے)

تو گویا وہ اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ زمین وآسمان کا خالق ایک ہی رب ہے جو وحدہ لاشریک ہے، اس طرح کی اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے۔لیکن میں آپ کو حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں بتاؤں گا کہ توحید ربوبیت پر ایمان رکھنے کے باوجود وہ غیراللہ کی عبادت کا ارتکاب کیسے کرتے تھے۔

ان میں سے جب کوئی بیت اللہ کا طواف کرتا تو سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام اوران کے پیروکاروں کی طرح وہ بھی تلبیہ پڑھتا(**الـلھم لبیک لبیک لا شریک لک**)(اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں) یہاں تک تو یہ وہی موحدین والا تلبیہ ہے لیکن اس کے بعد شرک اور گمراہی کی وجہ سے اپنے پاس سے یہ کہتے (الا شـریـکـاً تملکه و ماملک) ۔(سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے اور جس چیز کا وہ (شریک) مالک ہے اس کا بھی تو ہی مالک ہے)

رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تھے تو آپ ﷺ نے ان مشرکین کو دن رات اس بات کی دعوت دی کہ ایک اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔آپ ﷺ جب بھی کسی مشرک کو تلبیہ کے دوران یہ کہتے ہوئے سنتے کہ وہ لا شریک لک کے بعد جملہ استثنائیہ کہنا چاہتا ہے تو آپ فوراً فرماتے کہ بس بس اس سے آگے یہ مت کہنا کہ (الا شـریـکـاً تملکه و ماملک) (سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے اور جس چیز کا وہ (شریک) مالک ہے اس کا بھی تو ہی مالک ہے)۔

اب ذرا ان کی گمراہی کو دیکھیے اور ساتھ ہی اس شریک کی حیثیت کو بھی مدنظر رکھیے جس کو انھوں نے اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے، حالانکہ یہ شریک اللہ تعالی کا بندہ اور ملکیت ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اسے اللہ کا شریک بنا دیا، بلا شبہ یہ نری گمراہی ہے۔

اس لیے علماء کرام نے توحید کی تین قسمیں بیان کی ہیں

(۱) **توحید ربوبیت** ،جس پر مشرکین عرب بھی ایمان رکھتے تھے

(۲) **توحید العبادۃ** ،اسے توحید الوہیت بھی کہا جاتا ہے،یعنی اللہ کے سوا اس پوری کائنات میں کوئی معبود برحق

نہیں اور اللہ کے سوا کسی اور کے لیے کسی بھی طرح کی عبادت جائز نہیں۔

(۳)**توحید الاسماء والصفات** ،یعنی جس طرح اللہ تعالی اپنی ذات میں یکتا اور لاشریک ہے اسی طرح وہ اپنی الوہیت میں، اپنی معبودیت میں، اپنے ناموں اور صفات میں بھی یکتا اور لاشریک ہے کوئی اس کا کسی بھی طرح شریک و سہیم نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہے۔(لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر) (اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے) یہاں تھوڑی دیر رک کر ایک بات کو اچھی طرح سمجھ لینا بہت ضروری ہے، اگر چہ بات ذرا لمبی ہو جائیگی لیکن چونکہ یہ بات بہت اہم ہے اس لیے اسے ترک کر دینا مناسب نہیں۔

آج بہت سے مسلمان اس **شرک فی الاسماء والصفات** میں مبتلا ہیں، بہت سے لوگ اور خصوصاً وہ لوگ جو نام نہاد تصوف اور صوفیاء کی طرف مائل ہیں ان کا بعض اولیاء کرام اور بزرگوں کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ دل کی پوشیدہ باتوں اور علم غیب سے واقف ہیں، ان لوگوں نے صرف اسی گمراہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ یہ لوگ اللہ کے کسی بندے کو الہی صفات سے موصوف کرنا اللہ کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ میری مراد قصیدہ بردہ میں امام بوصیری کا یہ قول ہے جس میں وہ نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں

فإن من جودک الدنیا وضرتها
ومن علومک علم اللوح والقلم

(بے شک یہ دنیا اور اس دنیا کی تمام دولت اور خزانے سب آپ ہی کا دَین ہے، اور لوح و قلم کا علم بھی آپ ہی کے علم کا ایک حصہ ہے) بتائیں اس مداح رسول ﷺ نے اللہ کے لیے کیا چھوڑا، یہاں حرف من عربی گرائمر کے لحاظ سے من تبعیضیہ ہے جس کا معنی علماء لغت کے نزدیک یہ ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ لوح و قلم کا علم بھی آپ کے علوم کا حصہ ہے۔ اب بتائیں کہ اس مداح رسول ﷺ نے اس شعر میں اللہ تعالی کے لیے کیا چھوڑا، حالانکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے

(قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا الله)

(اے نبی ﷺ! کہہ دیجیے کہ زمین اور آسمانوں میں جتنی بھی مخلوقات ہیں کوئی بھی اللہ کے سوا غیب نہیں جانتا)

تو پھر قرآن کریم کی اس شہادت سے ثابت ہوا کہ جناب مصطفیٰ ﷺ جو تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں وہ غیب کا علم نہیں جانتے۔ نیز صحیح بخاری و مسلم کی ایک لمبی حدیث میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول مروی ہے (کہ جو شخص تم سے یہ کہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کل کے بارے میں جانتے تھے تو اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا) پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی (اے نبی ﷺ! کہہ دیجیے کہ زمین اور آسمانوں میں جتنی بھی مخلوقات ہیں کوئی بھی اللہ کے سوا غیب

نہیں جانتا)۔اور صحیح بخاری میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ انصار کی ایک لڑکی کے پاس سے گذرے جو یہ شعر پڑھ رہی تھی (**وفینا نبی یعلم ما فی غد**) یعنی ہمارے درمیان ایک ایسے نبی ہیں جو کل کی باتیں جانتے ہیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ (اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا) یہ مت پڑھو بلکہ جو اشعار تم اللہ کے رسول کی شان میں پہلے پڑھ رہی تھی وہی پڑھو جیسا کہ اللہ تعالی نے انکی قرآن کریم میں تعریف کی ہے مثلاً آپ اخلاق کے بلند ترین مقام پر ہیں۔لہذا آپ اس بات کو اچھی طرح ذھن نشین کر لیں اور سمجھ لیں کہ توحید کی تین اقسام ہیں،

(۱) توحید ربوبیت، یہ بنیادی اور اساسی توحید ہے جس کے بغیر گذارہ نہیں۔

(۲) توحید عبادت، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی بھی اعتبار سے غیر اللہ کی عبادت نہ کریں خواہ وہ غیر اللہ کے نام کی قسم ہی ہو، اور یہ چیز آج مسلمانوں میں بہت زیادہ ہے۔

(۳) توحید فی الاسماء والصفات، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کو اسکی ذات وصفات میں یکتا ولاشریک سمجھا جائے اور کسی بھی انسان کو خواہ وہ کتنا ہی برگزیدہ ومحترم ہو اسے کسی ایسی صفت سے متصف نہ کیا جائے جو اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص ہے۔مثلاً یہ تصور کرنا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے، انبیاء، اولیاء غیب جانتے ہیں، بلکہ ہمیں اس طرح کے تمام مسائل میں قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور قرآن وسنت کا واضح اعلان یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

یہ ساری خرابیاں سلف صالحین کے طریقے سے ہٹنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے اگر آپ لوگ قرآن وسنت کے صحیح راستے پر گامزن ہونا چاہتے ہیں تو اسکا ایک ہی طریقہ ہے کہ کتاب وسنت اور سلف صالحین کا طریقہ اختیار کریں اسی میں ہر مسلمان کی فلاح اور کامیابی ہے۔اللہ تعالی ہم سب کو کتاب وسنت اور سلف صالحین کے منہج پر کاربند ہونے کی توفیق بخشے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

﴿یھاں شیخ علامہ البانی رحمہ اللہ کا بیان ختم ھوا﴾

ختم شد